خطاب مرکزی جشنِ جیلانی 1993

30 ستمبر 1993ء درگاہ عبدلوہاب جیلانی حیدر آباد

" اعوذ با اللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز ساتھیو! السلام علیکم

اِدھر آنے کا مقصد کوئی سیاست نہیں ہے۔کوئی فتنہ نہیں ہے۔کوئی حکومت پر نکتہ چینی نہیں ہے۔ ہر شہر میں، ہر قصبے میں، ہر گھر میں اہل دل موجود ہوتے ہیں۔ان کو نکالنا مقصد ہے۔اور غوث پاکؒ کی تعلیم ان کے دلوں میں ڈالنا مقصود۔

حضور پاک ﷺ کے زمانے میں دو طرح کا علم تھا۔اک ظاہر علم اور اک باطنی علم۔اک علم زبان والوں کے لیے (اور) اک علم دل والوں کے لیے۔زبانی علم کو شریعت بولتے ہیں اور دل والے علم کو طریقت بولتے ہیں۔آپ ﷺ کے زمانے میں جن لوگوں نے صرف زبانی علم پر قناعت کری، ان میں سے کوئی خوارج ہوا اور کوئی منافق ہوا۔آج وہی زبانی علم والے 72 فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔اور جن لوگوں نے وہ باطنی علم دل والا علم بھی حاصل کیا، وہ تو صحابی یا رسول اللہ کہلائے۔اور ولیوں سے بھی اعلی مقام حاصل کر کے چلے گئے۔زبانی علم کی تشریح ضروری نہیں۔وہ ہر کوئی جانتا ہی ہے۔اس کو جتنا طول پکڑیں گے، اتنا ہی نیا فرقہ بن جائے گا۔لیکن وہ جو باطنی علم ہے، اس کی بات کرنا ضروری ہے۔

وہ باطنی علم کتابوں میں نہیں ملتا۔قرآن مجید میں صرف اسکے اشارے ہیں۔کہ خضرؑ کے پاس علم لدنی تھا یا اللہ تعالی اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے علم غیب کے لیے چن لیتا ہے۔حدیث شریف میں بھی اشارہ ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور پاک ﷺ سے دو علم حاصل ہوئے۔ایک تمہیں بتا دیا۔اگر دوسرا بتاؤں، تم مجھے قتل کر دو۔حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے تین علم حاصل ہوئے۔ایک زبان والوں کے لیے، ایک دل والوں کے لیے اور ایک صرف میرے لیے۔

بہت سے لوگوں نے قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں ہیں۔اس علم کو ڈھونڈنے کی کوشش کری۔لیکن وہ علم نہیں ملا۔ایک نیا فرقہ مل گیا۔اب جو علم کتابوں میں نہیں ملتا، حدیثوں میں نہیں ملتا تو پھر وہ کہاں ملتا ہے؟ وہ علم حضور پاک ﷺ کے سینے مبارک میں ملتا ہے۔اور سینہ بہ سینہ مستحق لوگوں کو ملتا ہے۔جس طرح ظاہری علم کے لیے سفید کاغذ چاہیے۔اسی طرح باطنی علم کے لیے سفید سینہ چاہیے۔

اگر کسی شخص نے انڈہ نہ دیکھا ہو، اسے کہا جائے (کہ) یہ ہوا میں اُڑے گا۔یہ چوں چوں کرے گا۔وہ کہے گا (کہ) تو غلط کہتا ہے۔نہ اس کی ٹانگیں ہیں، نہ زبان ہے، نہ پر ہیں۔یہ کس طرح اڑے گا؟ وہ تمہارے بیضے کی نقل ہے۔اسکا نام بیضہ ہے،

تمہارے اندر بیضہ ناسوتی ہے۔اس (انڈے) کے اوپر تین چھلکے ہیں اور اس (بیضہ ناسوتی) کے اوپر ایک لاکھ اسی ہزار جالے ہیں۔اس (انڈے) کو ظاہری گرمی کی ضرورت ہے اور اس (بیضہ ناسوتی) کو اللہ ھو کی گرمی کی ضرورت ہے۔اُس (انڈے) کو مرغی چاہیے اور اِس (بیضہ ناسوتی) کو مرشد چاہیے۔اُس بیضے (انڈے) کے اندر چوزہ بند ہے، دِکھتا نہیں ہے، لیکن اک چوزہ بند ہے۔اور اِس بیضہ ناسوتی کے اندر ایک فرشتہ بند ہے، دِکھتا نہیں ہے، لیکن ایک فرشتہ بند ہے۔جب وہ انڈہ پھٹتا ہے، ایک چوزہ نکلتا ہے، بغیر سیکھے سکھائے چوں چوں کرتا ہے، اسکی فطرت ہے چوں چوں۔اور جب یہ بیضہ ناسوتی پھٹتا ہے تو یہ بغیر سیکھے سکھائے اللہ اللہ کرتا ہے، اللہ اللہ اسکی فطرت ہے۔ یہاں سے پھر وہ آدمی دیکھتا ہے (کہ) میں اللہ اللہ نہیں کر رہا (لیکن) میرے اندر کوئی چیز اللہ اللہ کر رہی ہے۔وہ پرندہ بیدار ہو گیا نا۔

یہاں سے پھر دو طرح کی تسبیح چلتی ہے۔اک زبان والوں کی تسبیح اور اک دل والوں کی تسبیح۔زبان والوں کی تسبیح بازاروں میں بکتی ہے۔اسکا کیا کام ہے؟ صرف ٹک ٹک کرنا۔ وہ کرتی ہے ٹک زبان کرتی ہے اللہ۔وہ کرتی ہے ٹک زبان کرتی ہے اللہ۔اب بغیر تسبیح کے بھی اللہ اللہ ہو سکتی ہے۔لیکن وہ تسبیح کو کیوں ذریعہ بنایا؟ جس طرح بادل آپس میں ٹکراتے ہیں تو بجلی بنتی ہے۔اس طرح جب اللہ اللہ آپس میں ٹکراتا ہے تو نور بنتا ہے۔لیکن اب رہا سوال کہ یہ نور عبادت ہے، روحانیت نہیں ہے۔کیونکہ تسبیح بھی باہر ہے اور اللہ اللہ بھی باہر ہے۔اور جو نور بنا وہ بھی باہر۔اب ساری عمر تسبیح پڑھتے رہیں۔عابد ہیں، روحانی نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح کی تسبیح تمہارے اندر ہے۔وہ بھی ہر وقت ٹک ٹک کر رہی ہے۔اس ٹک ٹک کے ساتھ یہ زبان اللہ اللہ نہیں کر سکتی۔وہ جو اندر بیدار ہو چکا ہے، اس نے اللہ اللہ کرنی ہے۔وہ اک مخلوق ہے۔اُس گوشت کے لوتھڑے (دل) کا نام فواد ہے۔اور اُس مخلوق کا نام (جو بیضہ ناسوتی میں بند تھی) قلب ہے۔اب تم اس کے استاد بن گئے۔تین سال تک تم نے اس کے ساتھ اللہ اللہ ملائی۔کہ تیری تسبیح یہ ہے۔کبھی ہٹی کبھی ملی۔اور تین سال کے بعد اتنا پختہ ہو گئی کہ تم ڈٹ کر سوتے رہے وہ اللہ اللہ کرتی رہی۔سخی سلطان باہوؒ فرماتے ہیں: " کوئی جاگدیاں ستے ھو اور کوئی ستیاں جاگدے ھو"۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو ساری رات جاگ کر عبادت کرتے ہیں لیکن سوئے ہوؤں میں شامل ہیں۔لیکن کچھ لوگ بستروں پر سو رہے ہیں اور ان کے دل اللہ اللہ کر رہے ہیں۔

حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں: ''ہم سوتے ہیں ہمارے دل نہیں سوتے''۔

اب ان دھڑکنوں کا کیا کام ہے؟ وہ خون کو آگے بھیجتی ہیں۔نس نس میں پہنچاتی ہیں۔پھر خون دل میں آتا ہے۔پھر اس کو نس نس میں پہنچاتی ہیں۔اب دھڑکنوں کے ساتھ اللہ اللہ مل گیا۔اب وہ اللہ اللہ اس دھڑکن کے ذریعے نس نس میں چلا گیا۔پورے خون میں چلا گیا۔اللہ اللہ کو نس نس میں پہنچانے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔جب نس نس میں چلا جاتا ہے اس وقت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں (کہ) تو ایک دفعہ اللہ کرے گا، تجھے ساڑھے تین کروڑ دفعہ اللہ اللہ کا ثواب ملے گا۔فرماتے ہیں کیسے ملے گا؟ کہ تیرے اندر ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں۔دل نے ایک دفعہ اللہ کری، ساڑھے تین کروڑ نسیں گونج اُٹھیں۔

سلطان صاحبؒ فرماتے ہیں 72 ہزار دفعہ اور ثواب ملتا ہے۔ اگر کسی دل ایک دفعہ اللہ کہے تو یہ جو مسام ہیں جہاں سے پسینہ آتا ہے، ان کے منہ 72 ہزار ہوتے ہیں۔ دل نے ایک دفعہ اللہ کری (تو) 72 ہزار آوازیں یہاں سے بھی گونجیں۔

پھر علامہ اقبال نے فرمایا ''خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے''۔ بتایا کہ خودی کو کر بلند اتنا اور خودی کا مطلب سمجھایا ''خودی کا سرِنہاں لا الٰہ الا اللہ''۔ تو لا الہ الا اللہ کا اتنا ذکر کرکہ لوگ کہیں پاگل ہو گیا اور منافق کہیں کہ ریا کار ہے۔ یہاں پھر کسی شاعر نے یہ بھی لکھ دیا

گنہگار پہنچے درِ پاک تک زاہد و پارسا دیکھتے رہ گئے

بھئی زاہد و پارسا کے لیے تو علماء ہیں۔ گنہگاروں کو تو مسجد میں نہیں آنے دیتے۔ تو پھر گنہگاروں کا بھی تو اللہ تعالی نے کوئی اسباب بنانا ہے نا۔ اب ایک آدمی شراب پیتا ہے۔ اس کو یہ نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ نہیں پڑھنے دیتے بھئی۔ پھر وہ کیا کرے؟ اب زاہد و پارسا کیسے دیکھتے رہ گئے اور گنہگار کیسے پہنچ گئے۔ جب کوئی نیکی کرتا ہے، زاہد و پارسا، نماز پڑھتا ہے نیکی کرتا ہے۔ اس کی کتاب پہ نیکی لکھتے ہیں فرشتے۔ لیکن اک اور، ساتھ اور بھی عمل ہو جاتا ہے۔ اسکے دل میں تھوڑا تکبر آ جاتا ہے۔ پھر نیکیاں کرتا رہتا ہے۔ کتاب نیکیوں سے بھر گئی۔ اور دل تکبر سے بھر گیا۔ کیونکہ تکبر کو نکالنے کے لیے علم باطن ہے۔ علم باطن اس نے سیکھا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالی کبھی کبھی اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے۔ اس عابد زاہد کو بھی دیکھا۔ وہ کتابوں کو نہیں دیکھتا۔ وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ جب دل کو دیکھا تو تکبر سے بھرا پایا۔ تو اللہ تعالی اس سے بیزار ہو گیا۔ اللہ تعالی اس سے بیزار ہو گیا۔

اب وہ جو گنہگار تھا اس نے کیا کیا؟ وہ گناہ کرتا رہا۔ اسکی کتاب پر بھی گناہ لکھتے رہے۔ دل پہ بھی سیاہ دھبہ لگاتے رہے۔ حتی کہ کیا ہوا کہ اسکی کتاب وہ بھی گناہوں سے بھر گئی۔ وہ دل بھی گناہوں سے کالا ہو گیا۔ اس نے کیا کیا؟ کہ کسی مرد قلندر کا دامن تھام لیا۔ اُس نے اس کو دل صاف کرنے کا طریقہ بتا دیا۔ کتاب کو مٹانا نہیں سکھا سکا۔ لیکن دل کو صاف کرنے کا طریقہ بتا دیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ

ہر چیز کو صاف کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی ہتھیار ہے اور دل کو صاف کرنے کے لیے ذکر اللہ۔

اللہ اللہ سکھا دیا۔ اللہ اللہ سے اس کا دل چمک اُٹھا۔ صاف شفاف ہو گیا۔ اللہ تعالی نے پھر اس کو بھی دیکھا۔ جب اللہ نے اس کو دیکھا تو اللہ تعالی اس پر مہربان ہو گیا۔ اور اسکی کتاب لکھی کی لکھی رہ گئی۔

اور اللہ اللہ کرنے والوں میں ایک اور خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی بہت سخی ہے۔ اور اللہ اللہ کرنے والے بھی بہت سخی ہو جاتے ہیں۔

ایک دن عیسیٰ علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ تیرا بہترین دوست کون ہے۔ اس نے کہا کہ کنجوس عابد۔ کہ وہ کیسے؟ کہ اس کی عبادت کو اُس کی کنجوسی رایئگاں کر دیتی ہے۔ تو تیرا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ اس نے کہا ''گنہگار سخی''۔ کہ وہ کیسے؟ کہ اس کے گناہوں کو اس کی سخاوت جلا دیتی ہے۔

جب کسی کے دل میں، نس نس میں نور چلا جاتا ہے، اس کو پھر نور بولتے ہیں۔ کچھ لوگ تو حضور پاک ﷺ کو بھی نور نہیں مانتے۔ لیکن جس کی نس نس میں نور چلا جائے وہ نور ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے تسبیح والے، وہ مسلمان ہیں۔ وہ مومن نہیں کہلا سکتے۔ وہ مسلمان ہیں۔ مسلمانوں میں 73,72 فرقے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو کافر منافق کہتے ہیں۔ مومن کی تشریح قرآن مجید میں ہے: ''اعراب نے کہا ہم ایمان لے آئے''۔ اللہ تعالی نے فرمایا ''نہیں ان کو کہو کہ صرف اسلام لائے ہو مومن تب بنو گے جب نور تمہارے دل میں اترے گا''۔

جب دل میں نور اتر جاتا ہے، پھر وہ نہیں کہتا ہے کہ میں سنی ہوں، میں شیعہ ہوں، وہابی ہوں۔ وہ کہتا ہے بس امتی ہوں تمہارا یا رسول اللہ ﷺ۔ جب عام آدمی اس سٹیج پر پہنچ جاتا ہے، اُس کو نور بولتے ہیں۔ اگر وہ عالم بھی ہے، ظاہری علم بھی ہے تو اس کو نور علیٰ نور بولتے ہیں۔ اور انہیں کے لیے حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہونگے۔ اور واقعی ان توہین دین اسلام کی توہین ہے۔ کیونکہ جو علم، علم کا تعلق دل سے ہے، جب وہ بولتا ہے، دماغ سے دل میں آتا ہے۔ دل میں نور ہے۔ وہ علم بھی نور بن گیا۔ اگر دل میں نور نہیں تو پھر فسق و فجور ہے۔ جب وہ علم دل میں آتا ہے تو فتنہ بن جاتا ہے۔ اور جن کے دل میں نور نہیں ہے، وہی عالم فتنہ ہیں۔ انہیں عالم سوء کہتے ہیں۔ ان کے لیے حضور پاک ﷺ نے فرمایا ''جاہل عالم سے ڈر اور بچ''۔ صحابہ کرام نے پوچھا جاہل بھی عالم بھی؟ کہ جس کی زبان عالم اور دل سیاہ یعنی جاہل ہو۔ اس کو عالم زبانی کہتے ہیں۔ اور یہ بھی داتا صاحب عالم تھے، خواجہ صاحب بھی عالم تھے، ان کو عالم ربانی کہتے ہیں۔ وہ باہر سے عالم تھے یہ اندر سے بھی عالم تھے۔ وہ دنیا میں مشہور تھے اور یہ اللہ کے ہاں بھی مشہور تھے۔

یہ تو مقام اب مومن کا ہو گیا ہے (کہ) نس نس میں اللہ اللہ جاری ہے۔ مومن ہے، ولی نہیں ہے۔ مومن ہے صرف، 24 گھنٹے اللہ اللہ ہو رہی ہے۔ نس نس میں ہو رہی ہے۔ لیکن ابھی وہ مومن ہے ولی نہیں ہے۔ ولایت کیا ہے؟ یہ غوث پاکؓ کی تعلیم کیا ہے؟ فرماتے ہیں کہ ولایت تیرے اندر ہے۔ جو بھی بچہ اس دنیا میں آیا ولایت کا راز لے کے آیا۔ خواہ وہ کافر کا ہے، ہندو کا ہے، مسلمان کا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ کافروں کے بچے مسلمان ہوئے اور بڑے بڑے ولی بنے۔

وہ ولایت کا راز کیا ہے؟ یہاں (سینے میں) ہر وقت اللہ اللہ ہونا یہ ولایت نہیں۔ ولایت یہ ہے کہ یہاں پڑا ہے، اُدھر حضور پاک ﷺ کے قدموں میں ہے۔ ادھر اللہ تعالی کے ہاں موجود ہے۔ ولایت وہ ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا رات کو سوتے ہو دوسرے شہر میں گھومتے ہو............خواب میں۔ تم نہیں ہوتے لیکن تمہارے اندر کی کوئی چیز ہوتی ہے۔ تمہارے اندر سات (7) مخلوقیں ہیں۔ باقاعدہ ان کے نام ہیں: ''قلب، روح، سری، خفی، اخفا، انا، نفس''۔ نو (9) ان کے خلیفے ہیں۔ ان کو جسے بولتے ہیں۔ سولہ (16) مخلوقیں تمہارے اندر بند ہیں۔ وہ اک مخلوق شیطانی ہے۔ جس کا نام نفس ہے۔ وہ شیطانی محفلوں میں خواب میں گھومتی رہتی ہے۔ باقی مخلوقیں تمہاری نسوں کے اندر ہیں۔ چپٹی ہوئی ہیں، سو رہی ہیں۔

اب اللہ اللہ کا نور اندر نسوں میں جب گیا تو بیدار ہو گئیں۔ جب وہ بیدار ہو گئیں، تین سال تک تم نے ان کو اللہ اللہ

کرائی۔تین سال کے بعدتم ڈٹ کرسوتے رہے (اور) وہ اللہ اللہ کرتی رہیں۔اُن کی خوراک گوشت روٹی نہیں ہے۔ان کی خوراک اللہ کا نور ہے۔جب اُنہوں نے اللہ اللہ کرنا شروع کر دی (تو) اب خواب آنا شروع ہوگئے کہ حضور پاک ﷺ کے روضے کے گرد منڈلا رہے ہو، خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہو۔اب ان چیزوں کے ذریعے وہ جو چیز اندر بیدار ہوگئیں۔ بارہ سال لگتے ہیں، سنا ہوگا کہ فلاں بزرگ نے بارہ سال کا چلہ کاٹا۔دس سال کا کیوں نہیں کاٹا؟ تیرہ سال کا کیوں نہیں کاٹا؟ بارہ سال میں وہ مخلوقیں جوان ہوجاتی ہیں۔جس طرح پندرہ سال کے بعد بچہ بالغ ہوجاتا ہے۔نوکری کے قابل ہوجاتا ہے۔اسی طرح بارہ سال کے بعد وہ حضور پاک ﷺ کی محفل میں جانے کے قابل ہوجاتی ہیں۔جب وہ بالغ ہوگئیں، اس وقت وہ تمہاری سوچ کی محتاج ہوگئیں۔تم اس کے استاد ہو۔تم نے سوچا دیکھیں حضور پاک ﷺ کیا کر رہے ہیں۔تم نے سوچا وہ سینے سے نکلیں............ (اور) حضور پاک ﷺ کے قدموں میں۔اس وقت بلے شاہؒ نے فرمایا:

وکی پنج ویلے تے عاشق ہر ویلے　　　لوکی مسیتی تے عاشق قدماں

جولوگ پانچ وقت رب کو یاد کرتے ہیں۔نماز بھی رب کی یاد ہے۔ان کی انتہا مسجد ہے۔باجماعت ہوجائیں گے۔اور کیا کریں گے؟ لیکن جولوگ اس کے ساتھ ہر وقت اللہ اللہ کرتے ہیں، وہ تو حضور پاک ﷺ کے قدموں میں پہنچ گئے۔قدموں میں پہنچ گئے تو نوازے تو گئے۔

اب تم نے سوچا دیکھیں اوپر کیا ہورہا ہے۔تم نے سوچا یہ مخلوقیں سینے سے نکلیں۔اوپر پرواز کر گئیں۔فرشتوں نے روکا (مگر) نہیں رکیں۔(فرشتے) کہنے لگے جو کچھ بھی ہے بیت المعمور سے آگے جل جائے گا۔وہاں تو فرشتے بھی نہیں جاسکتے۔یہ (مخلوقیں) بیت المعمور سے بھی آگے چلی گئیں۔وہاں پہنچ گئیں جہاں رب کی ذات ہے۔ظاہری جسم سے حضور پاک ﷺ وہاں پہنچے ہیں اوران مخلوقوں کے ذریعے ولی وہاں پہنچے ہیں۔اس وقت فرشتوں نے کہ واقعی انسان اشرف المخلوقات ہے۔اُس وقت کہا، اِس وقت نہیں۔

اُس کے بعد کیا ہوا؟ کہ تم مر گئے۔مرنا تو سب کو ہے۔ہمارا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد سب کی روحیں خواہ نبی ہے، خواہ ولی ہے، سب کی روحیں آسمانوں پہ چلی جاتی ہیں۔یہ ہمارا عقیدہ ہے۔اگر آسمانوں پر چلی جاتی ہیں تو پھر درباروں میں فیض کیوں ہے؟ پھر درباروں میں کیا ہے؟

دربار والے کی بھی روح اوپر چلی گئی۔وہ جو اضافی مخلوقیں تھی وہ ولی بن کے دربار میں بیٹھ گئیں۔نماز پڑھتیں ہیں، ذکر کرتی ہیں۔لوگوں کو فیض پہنچاتی ہیں۔اور قیامت تک ان کا ثواب ان کی روح کو ملتا رہے گا۔شب معراج میں حضور پاک ﷺ موسیٰؑ کی قبر سے گزرے۔دیکھا موسیٰؑ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔فوراً اوپر پہنچے۔دیکھا (کہ) موسیٰؑ وہاں بھی موجود ہیں۔مجدد الف ثانیؒ سے کسی نے پوچھا کہ میں آپ کو فلاں دن خانے کعبے میں دیکھا۔فرمانے لگے میں تو نہیں گیا۔دوسرے نے کہ اسی دن حضور پاک ﷺ کے روضے پر دیکھا۔فرمانے لگے میں نہیں گیا۔تیسرے نے کہا اسی دن میں غوث پاکؓ کے روضے

پر دیکھا۔ فرمانے لگے میں نہیں گیا۔ لوگوں نے پوچھا پھر کیا تھا۔ فرمانے لگے میرا ''اندر'' تھا۔

جتنے بھی یہاں موجود ہیں۔ ان کے اندر وہ ''اندر'' موجود ہے۔ اگر تم ان سولہ (مخلوقوں) میں سے اک کو بھی جگا لو تو تم مر کے بھی زندہ ہو۔ اگر تم نے ان کو نہیں چھیڑا (جگایا) تو پھر چالیس سال کے بعد ختم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ تو پھر زندہ ہی مردہ ہو۔ پھر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ''نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری''۔ اب میں تجھے اَللّٰہ ھُو کراؤں یا تو اَللّٰہ ھُو کرے۔ وہ اَللّٰہ ھُو کرنے والی چیزیں ہی ختم ہو گئیں۔

اب کیا ہے؟ غوث پاک کی ایک وقت میں نو (9) آدمیوں نے دعوت پکائی، سنا ہوگا۔ نو ہی کے گھر جا کر کھانا کھایا۔ بعض لوگ تو کہتے ہیں کیسے ہو سکتا ہے؟ ناممکن ہے۔ جو ان کو ماننے چاہنے والے ہیں، وہ کہتے ہیں ایسا ضرور ہوا ہے۔ پتہ ان کو بھی نہیں کیسے ہوا ہے۔ کہتے ہیں ان کی کرامت ہوگی۔ بھئی کرامت کے بھی کوئی سبب ہوتے ہیں نا۔ غوث پاکؒ کا جسم مبارک مسجد میں موذن کے پاس تھا اور جسم کے اندر کی مخلوقیں اُدھر جا کے کھانا کھا رہی تھیں۔ جو کام جن اور فرشتے کر سکتے ہیں، وہ کام مخلوقیں کر سکتی ہیں۔ اب اگر انہوں نے کھانا کھایا ہوگا، بیٹھی بھی ہونگی، اُٹھی بھی ہونگی، باتیں بھی کری ہونگی۔ جس میں اُٹھنے بیٹھنے اور باتوں کی طاقت ہے۔ نماز میں یہی کچھ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی نماز خانہ کعبہ میں ہوتی ہو۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ درویش کی نماز عرش معلٰی میں ہوتی ہے۔ کہتے ہیں نا۔ وہ جسم عرشِ معلٰی میں نہیں جاتا۔ وہ جسم کے اندر کی چیزیں عرشِ معلٰی میں جاتی ہیں اور ثواب اس کو ملتا ہے جس کی (مخلوقیں) ہیں۔ اب غوث پاک کا جسم مبارک مسجد میں تھا تو وہ (مخلوقیں) آزاد تھیں۔ وہی جسم قبر میں چلا گیا تب بھی وہ آزاد ہیں۔ اور آج تک لوگوں کو فیض پہنچا رہی ہیں۔

اب، وہ دل کی صفائی کے بہت سے طریقے ہیں۔ لیکن جو اس امت کو طریقہ ملا، وہ کسی نبی کو بھی نہیں ملا۔ موسیٰؑ یا رحمٰنُ کا صفاتی ذکر کرتے اور ان کی امت بھی یا رحمٰن کا ذکر کرتی۔ عیسیٰؑ یا قدوسُ کا، سلیمانؑ یا وہاب کا، داوٗدؑ کا یا ودود کا۔ باقی نبی اپنے اولو العزم مرسل کا کلمہ پڑھتے۔

ایک دن موسیٰ نے کہا: اے اللہ! دیدار دے۔ جواب آیا (تم میں) تاب نہیں ہے۔ سوچنے لگے کسی میں تاب ہوگی۔ جواب آیا کہ ایک میرا حبیب ﷺ اور اسکی اُمت۔ موسیٰؑ کو جلال آ گیا۔ میں ایک نبی ہو کے ایک اُمتی کے برابر نہیں۔ (فرمایا) جلوہ دے دیکھی جائے گی۔ جلوہ پڑا موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے۔ کیا وجہ ہے کہ موسیٰؑ اس دُنیا میں کوہِ طور پر بے ہوش ہوئے اور حضور پاک ﷺ سامنے جا کے مسکرا رہے ہیں؟ بھئی کچھ وجہ ہوگی۔ موسیٰؑ کے جسم میں یا رحمٰن کا صفاتی نور تھا۔ ذات کی تاب نہ لا سکا۔ حضور پاک ﷺ کے جسم میں اسم ذات کا ذاتی نور تھا۔ ذات، ذات کے سامنے مسکرایا۔ اور حضور پاک ﷺ کے طفیل وہ اسم اس اُمت کو ملا۔ تب اس امت کو فضیلت ہوئی۔ امت اس سے ڈرتی ہے یا محروم ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن امتوں کی پہچان نور سے ہوگی۔ تمہاری شکل کے کئی آدمی ہونگے، آئیں گے، آ چکے ہونگے۔ نام کے بھی نہیں......... یہ یا رحمٰن کے نور سے چمک رہا ہے، موسیٰؑ کی امت ہے۔ یا ودود سے چمک رہے ہیں، داوٗدؑ کی امت۔ اور یہ

جو اللہ ھو سے چمک رہے ہیں، یہ حضور پاک ﷺ کی امت۔ وہ اسم جس سے تم کو فضیلت ہوئی۔

تم کہتے ہو کہ تم کو سب اُمتوں سے افضیلت ہے۔ شکلوں سے نہیں، شکلوں سے یہودی تم سے بہتر ہیں۔ اور پیسے سے بھی نہیں، پیسے سے عیسائی تم سے آگے ہے۔ تم کو کس چیز سے فضیلت ہے؟ فضیلت اسم ذات سے ہے۔ لڑنے میں فضائیہ سب سے بہتر ہے۔ کیوں؟ جہاز ہے اس کے پاس۔ وہ جہاز سے لڑتی ہے۔ اگر اس سے جہاز چھن جائے تو بندوق والا اس سے بہتر ہے۔ جب تم سے اسم ذات چھن گیا تو وہ صفاتی اسماء والے تمہارے اوپر حکمرانی کر رہے ہیں۔ تم ان کے محتاج ہو۔ ہم نے یو کے (U.K) میں دیکھا (کہ) ہر مسلمان ان کا محتاج ہے۔ کیوں محتاج ہے؟ اس لیے کہ اسم ذات چھن گیا۔ یہ اسم ذات کسی نبی کو نہیں ملا، ترستے رہے۔ یہ تم کو ملا ہے۔

سب سے پہلے (اسم ذات) حضور پاک ﷺ کو عطا ہوا ہے۔ حضور پاک ﷺ سے پھر نو اصحابہ کرام کو ملا۔ جنہوں نے اس سے سلسلہ پھیلایا۔ یہ چشتی، نقشبندی، قادری اسی میں آتے ہیں۔ نو (9) سلسلے کٹتے کٹتے پھر چار رہ گئے۔ اب چار میں سے پھر تین رہ گئے۔ سہروردی بھی کٹ رہا ہے۔ کیونکہ وہ ذکر اللہ کو چھوڑ کر صرف نعت خوانی میں لگ گئے۔ وہ صرف زبان میں لگ گیا۔ اس نے دل کو چھوڑ دیا۔ نو (9) اصحابہ کرام سے پھر یہ بارہ (12) اماموں کو ملا۔ جو وقت کے غوث تھے۔ بارہ (12) اماموں سے پھر لے کے یہ غوث پاک کو دے دیا۔ تب آپ غوث اعظم کہلائے۔ اب اسم ذات غوث پاک کے پاس ہے۔ آپ کو کہیں سے ملے۔ خواب میں ملے، کسی شیخ سے ملے۔ آپ غوث پاک کے مریدوں میں چلے جاتے ہیں۔ جن لوگوں کو ان کے زمانے میں ملا، وہ ان کے اصلی مرید ہیں۔ جن کو ان کے زمانے کے بعد ملا، کسی بھی وسیلے سے ملا، وہ ان کے داخلی مرید ہیں۔

غوث پاک نے 70 مرتبہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا ہے کہ میرا مرید ایمان کے بغیر نہیں جائے گا۔ فرماتے ہیں اے میرے مرید! میرا ہاتھ بہت بڑا ہے، تو ایمان سے کبھی نہیں جائے گا۔ فرماتے ہیں میرا مرید کون ہوگا؟ میرا مرید وہی ہوگا جو ذاکر ہوگا۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں ذاکر اسی کو مانتا ہوں جس کا دل اللہ اللہ کرے۔ اور زبانی تو طوطا بھی اللہ اللہ کر لیتا ہے۔ وہ..... سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے کبوتر بھی اللہ اللہ کرتے ہیں۔ تو کیا وہ غوث پاک کے مرید ہو جائیں گے؟ نہیں۔ آپؒ نے 70 مرتبہ اللہ سے وعدہ لیا ہے۔ اِدھر حدیث شریف ہے کہ جس کی زبان پر مرتے وقت کلمہ ہوگا، بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا۔ حدیث اور قول ٹکرا گئے۔ اب بغیر حساب کتاب کے جنت میں کیسے جائے گا؟

ہر آدمی کا گمان ہے کہ مجھے کلمہ آتا ہے۔ مرتے وقت پڑھ لوں گا۔ لیکن ہزاروں میں سے کسی ایک کا سنتے ہیں کہ کلمہ پڑھتے پڑھتے گیا۔ ورنہ مرنے سے پہلے زبان ہی بند ہو جاتی ہے۔ کسی کی تین دن پہلے اور کسی کی کئی دن پہلے۔ وہاں شرط ہے (کہ) مر بھی رہا ہو اور کلمہ بھی پڑھ رہا ہو۔ حضرت امام راضیؒ جن کا ابھی انہوں نے قصہ بتایا ہے۔ انہوں نے کلمہ کا اتنا تکرار کیا کہ ان کی زبان ہر وقت کلمے میں رہتی تھی۔ لیکن جب وہ باتیں کرتے تو کلمہ بند ہو جاتا کیونکہ زبان کلمے میں رٹی ہوئی تھی۔ موت کا وقت آ گیا۔ اب شیطان نے سوچا یہ کلمہ پڑھتے پڑھتے جائیں گے۔ ہیں تو یہ جنتی، بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ ایسے

کروں (کہ) ان کو الجھا دوں۔ تا کہ کلمہ نہ پڑھ سکیں۔ ان کا حساب کتاب تو ہو نا۔ اس نے آ کے پوچھا، ''بھئی بتاؤ، تم نے رب کو کیسے مانا؟ دلیل دو''۔ دلیل دی۔ ننا وے (99) دلیلیں دے دیں۔ اس کا مقصد تھا کہ دلیلوں میں ان کی جان نکلے، کلمہ نہ پڑھ سکیں۔ اُدھر نجم الدین کبریٰؒ دور سے دیکھ رہے تھے۔ اور پانی کا چھینٹا مارا اور کہا اے نادان! تو کہہ کہ میں نے بغیر دلیل کے رب کو مانا اور کلمہ پڑھ۔ تین دفعہ تکرار کری اور روح پرواز کر گئی۔ شیطان نے ایسے لوگوں کو بھی نہیں چھوڑا جن کی زبانین ہر وقت کلمہ پڑھ رہی تھیں۔ عام آدمی کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں کلمہ پڑھ لوں گا۔

لیکن جو غوث پاک کے مرید ہیں، غوث پاک فرماتے ہیں (کہ) اگر کوئی ایک دفعہ میرا مرید ہو جائے، ایک دفعہ اس کا قلب جاری ہو جائے۔ اسکی زندگی گناہوں میں بھی گزرے۔ مرتے وقت اسکا قلب جاری ہو جائے۔ اب جوان کا مرید تھا، اس کے دل کی دھڑکن اللہ اللہ کر رہی تھی۔ وہ مر بھی رہا تھا، اللہ اللہ کر رہا تھا۔ حدیث شریف میں زبان کا ذکر ہے خواہ یہ زبان خواہ وہ زبان۔ اس دِل کی زبان کو اس زبان پر ستر گنا زیادہ فضیلت ہے۔ مر بھی رہا تھا، اللہ اللہ کر بھی رہا تھا۔ حتیٰ کہ مر بھی گیا، پھر بھی ڈیڑھ سیکنڈ تک اللہ اللہ کرتا رہا۔ پہلے جان نکلتی ہے۔ بعد میں دل کی دھڑکن بند ہوتی ہے۔ بغیر حساب کتاب کے جنت میں کیسے جائے گا؟ چلا گیا............قبر میں چلا گیا۔ آ گئے منکر نکیر۔ سب سے پہلے پوچھتے ہیں (کہ) بتا تیرا رب کون ہے۔ پوچھا تیرا رب کون ہے۔ وہ خاموش ہے۔ کفن پیچھے ہٹایا۔ لفظ اللہ چمک رہا ہے، دیکھ لے۔ جو پولیس والے ہوتے ہیں (ان کے لیے) پولیس کی مہر۔ جو اللہ والے ہوتے ہیں، ان پر اللہ کی مہر۔

اس وقت فرشتے کہتے ہیں، منکر نکیر کہتے ہیں کہ اے بندہِ خدا! آرام سے سو جا، تو جان (اور) تیرا رب جانے۔ ہمیں تو شرم آتی ہے (کہ) تجھ سے کیا پوچھیں۔ اس کے بعد پھر ایک اور فرشتہ آتا ہے۔ وہ (منکر نکیر) 366 سوالوں کے جواب کفن پر لکھ کے جاتے ہیں۔ انہوں نے (اللہ والے کے کفن پر) کچھ نہیں لکھا۔ چپ کر کے چلے گئے۔ ایک اور فرشتہ اس کا نام امان ہے، اس نے لکھے کے مطابق روح کو برزخ میں لے جاتا ہے۔ وہاں کچھ بھی نہیں لکھا۔ روح کو دیکھا (کہ) اللہ اللہ سے چمک رہی ہے۔ اس کو رضوان کے پاس لے جاتا ہے کہ اس کو بہشت میں داخل کر۔ وہ کہتا ہے اس کا حساب کتاب لا۔ وہ کہتا ہے اسکی چمک دمک ہی اس کا حساب کتاب ہے۔ اس طریقے سے وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیگا۔

اور.........غوث پاک کے مرید بنتے کیسے ہیں؟ ذاکر قلبی بنتے کیسے ہیں؟ یقین کرو جو ایک دفعہ غوث پاک کا مرید بن جائے، کوئی خوف اور کوئی ڈر نہیں۔ لیکن رہا سوال کہ وہ بنتا کیسے ہے؟

یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے۔ گیارھویں دینے سے مرید نہیں بنتا، محبّ بنتا ہے۔ محبّ ہے، عقیدت مند ہے، (لیکن) مرید نہیں ہے۔ مرید کیسے بنتا ہے؟ غوث پاک نے خود بھی مرید بنائے اور اپنے ایجنٹ بھی چھوڑے ہوئے ہیں۔ جوان کے مرید بنواتے ہیں۔

جب کسی کو ذکر قلب دیا جاتا ہے۔ اُس کے حلیے کو فرشتے بیعت المعمور میں لے جاتے ہیں۔ سات دن کے اندر بیعت

المعمور والی مخلوق سے اللہ تعالی خود کلام کرتا ہے۔ پوچھتا ہے (کہ) اس کو کون لے آیا۔ جہاں سے ذکر عطا ہوا تھا (وہ کہتا ہے کہ) میں لایا ہوں۔ کیوں لایا؟ اے اللہ تیرا دوست بنانے کے لیے۔ اب اگر اللہ کی مرضی نہیں ہے اُس کو دوست بنانے کی، تو وہ کہے گا (کہ) مجھے دوست نہیں چاہیے۔ پھر ہزار کاملین کے پاس جائیں۔ کوئی ذکر قلب جاری نہیں ہوسکتا۔

اگر اسکی مرضی ہوئی، پھر کہے گا: ''اس کے ضامن کون ہیں (کہ) میں اسکو دوست بنالوں''۔ دوست کو تو آزمایا بھی جاتا ہے۔ آزماؤں......... یہ بھاگ جائے، اس کا ضامن کون ہے؟ اس وقت غوث پاک کام آتے ہیں۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ میرے نام پہ جیتا ہے مرتا ہے۔ وہ اس کی ضمانت دیتے ہیں۔ اچھا! گواہی کون دے گا۔ پھر جن دو دربا روں پر جایا کرتا تھا (تو) وہ گواہی دیتے ہیں (کہ) ہم اس کو جانتے ہیں۔ پکا سنی ہے۔ وہ اسکی گواہی دیتے ہیں، تب۔ اگر گواہی نہ دیں، تب بھی مسئلہ خراب ہوجاتا ہے۔ اچھا! تصدیق کون کرے گا؟ پھر حضور پاک ﷺ تصدیق کرتے ہیں۔ جب حضور پاک ﷺ تصدیق کرتے ہیں پھر حکم ہوتا ہے کہ اس کا قلب جاری ہوجائے۔ پھر وہ کہتا ہے (کہ) میں رات کو سو رہا تھا (لیکن) میرے اندر سے اللہ اللہ شروع ہوگئی۔ اب وہ جیسا بھی ہے، وہ ضمانت والے جانیں۔ وہ تصدیق والے جانیں اور اُنہی لوگوں کے لیے ہے کہ جن کی شفاعت کرائی جائے گی۔ اُنہی کے لیے ہے کہ انہیں کے ضامن تھے۔

اور یہ دو علم ہیں تمہارے پاس۔ علم باطن اور علم ظاہر۔ یہ دین اسلام کے دو بازو ہیں۔ ایک بازو سے پرندہ اُڑ نہیں سکتا۔ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں، اُن کو شیطان روکتا ہے (کہ) نماز پڑھ لی ہے، ذکر میں کیا؟ تاکہ وہ ایک پر میں ہی رہیں۔ اور جو لوگ ذکر کرتے ہیں اُن کو شیطان روکتا ہے (کہ) ذکر کرلیا تو نماز میں کیا؟ ظاہر والوں کو اُدھر روکتا ہے (اور) باطن والوں کو اِدھر روکتا ہے۔ لیکن جو لوگ صرف ظاہر میں ہیں، ہم نے دیکھا ہے (کہ) سالوں سے مسجدوں میں ہی چکر لگا رہے ہیں۔ ملا کچھ نہیں۔ اور جو لوگ نماز کو چھوڑ کر صرف ذکر میں ہیں، ہم نے ان کو جنگلوں میں دیکھا۔ وہ جنگلوں کا ہی چکر لگا رہے ہیں۔ ملا ان کو بھی کچھ نہیں۔ ملا ان کو جنہوں نے ظاہر کو بھی سدھارا اور باطن کو بھی سدھارا اور یقین کروان دونوں علموں کے بغیر نماز بھی کوئی نہیں ہوتی۔

نماز میں تین شرطیں ہیں۔ اللہ تعالی نے حضور پاک ﷺ کو فرمایا **قل ھو اللہ احد** ۔ کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ آپ ﷺ نے آمین کہا۔ حضور پاک ﷺ نے لوگوں کو کہا (کہ) کہہ دو اللہ ایک ہے۔ جنہوں نے آمین کہا وہ مسلمان ہوئے۔ جنہوں نے نہیں مانا، وہ کافر ہیں۔ جنہوں نے حیل وحجت کری، وہ منافق ہوئے۔ اب مسلمان کس کو کہتا ہے (کہ) کہہ دے اللہ ایک ہے۔ یہی ایک نقطہ ہے، اگر سمجھ آجائے۔ تو مسلمان اپنے دل کو کہتے ہیں (کہ) کہہ دے اللہ ایک ہے۔ وہ جواب دیتا ہے (کہ) گھر میں آٹا نہیں ہے، حیل وحجت کری نا۔ پھر کہتا ہے (کہ) **اللہ الصمد** اللہ بے نیاز ہے۔ دل کہتا ہے (کہ) نہیں! بیوی بیمار ہے، حیل وحجت کری نا۔ **لم یلد ولم یولد**۔ دل کہتا ہے (کہ) ڈیوٹی سے لیٹ ہوگیا ہے (بس کر) چل۔

جو زبان پر ہو وہی دل پر ہو تو صادق ہے نا۔ وہی مومن ہے نا۔ اگر زبان میں اور، دل میں اور....... منافق ہے نا۔ کافروں کی زبان اقرار نہیں کرتی، منافقوں کے دل تصدیق نہیں کرتے اور فاسقوں کے جسم عمل نہیں کرتے۔ بتاؤ! تمہارا

دل تو منافق تھا۔ یہ نماز دکھاوا ہے۔قرآن مجید فرماتا ہے (کہ) نمازیوں کے لیے تباہی ہے جو نمازِ حقیقت سے بے خبر ہیں۔ ان کی نماز دکھاوا ہے۔

دکھاوا کیسے ہے؟ بڑے خشوع خضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔لوگ کہتے ہیں (کہ) بڑی دیر سے نماز پڑھ رہا ہے۔ بڑا اچھا آدمی ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے (کہ) نہیں! نہ عملوں کو دیکھتا ہوں، نہ شکلوں کو، نہ تیری داڑھی کو دیکھتا ہوں، نہ تیرے سجدے کو۔ میں تیرے قلب اور نیت کو دیکھتا ہوں۔ جس کو دنیا دیکھتی ہے۔اس میں ہوشیار ہے۔جس کو اللہ دیکھتا ہے۔اس میں کاروبار ہے۔ یہ نماز دکھاوا ہے۔ساری عمر پڑھتے رہیں۔اکیلے میں پڑھتے رہیں۔تب بھی دکھاوا ہے۔

اور یہ نماز تباہی بھی ہے۔تباہی کیسے؟ لوگوں نے کہا (کہ) بہت اچھا آدمی ہے۔ پانچ وقت کا نمازی ہے۔تکبر آیا نا؟ دوسرے نے کہا تہجد بھی پڑھتا ہے۔اور تکبر آیا۔اور ایک دن بے نمازی کو بڑی حقارت سے دیکھا۔کہ میں تجھ سے بہتر ہوں۔اور یہ نہیں پتہ (کہ) تکبر اعزازیل راخوار کرد۔نمازیں وہ بھی پڑھتا تھا۔اس کو تکبر نے ہی خوار کیا نا؟ جب اس میں تکبر کی انتہا ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ سب سے بہتر میں ہوں پوری دنیا میں۔کیونکہ تہجد بھی پڑھتا ہوں، ساری نمازیں بھی پڑھتا ہوں۔کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ افضل ہیں۔(وہ) ساری سنتیں اپناتا ہے۔جب ساری سنتیں اپناتا ہے۔ان کے مقابلے کے لیے پھر کہتا ہے (کہ) مجھ میں اور حضور پاک ﷺ میں کیا فرق ہے۔وہ تو میرے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔جب یہاں تک پہنچتا ہے تو اس کا ایمان ہی چلا جاتا ہے۔وہ نمازیں اس کا ایمان ہی لے بیٹھیں۔ یہ نماز صورت ہے۔اس کو ہر آدمی پڑھ سکتا ہے۔اس کا پڑھنا کوئی کمال نہیں ہے۔72 فرقے والے یہی نماز پڑھتے ہیں۔کیا وجہ ہے کہ ایک نماز تباہی ہے بن جاتی ہے اور وہی نماز معراج بن جاتی ہے۔یہ مسلمان کی نماز ہے جو تباہی بن گئی، 72 فرقوں میں تقسیم کردیا۔وہ مومن کی نماز ہے جو معراج بن گئی۔

مومن......... پہلے مومن بننا شرط ہے، جب وہ مومن بن گیا۔اس کے لیے تمہیں سب سے پہلے اللہ اللہ سیکھنی ہوگی۔دل کی دھڑکنوں کو اللہ اللہ میں لگانا ہوگا۔اس وقت پھر تم کوشش کروگے (کہ) کام کاج کرتا رہوں (اور) اللہ اللہ ہوتی رہے۔اس کو بولتے ہیں **دست کار میں دل یار میں**۔پھر کوشش کروگے کوئی اخبار رسالہ پڑھتا رہوں اللہ اللہ ہوتی رہے، کامیابی ہوجائے گی۔پھر کوشش کروگے نماز پڑھتا رہوں اور اللہ اللہ ہوتی رہے۔اس وقت زبان کہے گی کہہ دے اللہ ایک ہے ۔دل کہے گا اللہ اللہ اللہ۔ **اللہ الصمد**۔دل کہے گا اللہ اللہ۔**لم یلد ولم یولد**۔دل کہے گا اللہ اللہ۔زبان اقرار کررہی ہے، دل تصدیق کررہا ہے اور جسم عمل کررہے۔اب جو زبان میں، وہ دل میں۔زبان ذکر مفصل میں ہے اور دل ذکر مجمل میں ہے۔ زبان دلیل سے منوا رہی ہے کہ کہہ دے اللہ ایک ہے۔اور دل بغیر دلیل کے مان رہا ہے کہ اللہ ہی اللہ۔زبان کا تصرف ہے۔ امریکہ سے بولتے ہیں، یہاں سنتے ہو۔دل کا تصرف ہے (کہ) یہاں گونجتا ہے، عرشِ معلیٰ والے سنتے ہیں۔تمہاری اس نماز کو یہ دل عرش معلیٰ میں پہنچائے گا۔وہ نماز مومن کا معراج ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے (کہ) ہاتھوں سے کوئی کام کر، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ نعمتیں کھا، اعتراض نہیں۔خوشبوئیں سونگھ

، اعتراض نہیں۔ اِدھر اُدھر سیر کر، اعترض نہیں۔ میری مخلوق کو دیکھ، اعتراض نہیں۔ ایک چیز میرے لیے چھوڑ دینا ....چھوٹا سا دل۔ اگر تو نے اس کو بھی دنیا میں لگا دیا تو تیرا میرا تعلق ختم ہو گیا۔اس نے اپنے تعلق کے لیے تمہارے اندر یہ ٹیلیفون رکھ دیا۔اگر تجھے مجھ سے رابطہ کرنا ہے تو اس ٹیلیفون کو صاف کر لے۔جب یہ ٹیلیفون صاف ہو جائے گا تو تیری نماز کیا، ہر بات مجھ تک پہنچ جائے گی۔اب لوگ ولیوں کے پاس جاتے ہیں۔ دعا کے لیے جاتے ہیں۔ وہ دعا خود بھی مانگ سکتے ہیں۔مانگتے ہیں، قبول نہیں ہوتی تب اِدھر جاتے ہیں نا۔قبول کیوں نہیں ہوتی؟ وہ ٹیلیفون ہی کوئی نہیں ہے۔ٹیلی فون ہو تو آواز اوپر جائے۔ٹیلیفون ہی نہیں ہے۔ولیوں کے پاس ٹیلیفون ہے۔جب ان کے پاس جا کے حاجت بیان کرتے ہیں (تو) فوراً وہ آواز اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ پھر ان کے وسیلے سے ان کی حاجت پوری کرتا ہے۔

یہ جو دربار والے ہوتے ہیں............. یہ جو ان کی (اندر) مخلوقیں ہیں.......... وہ جو اُن کے لطیفے ہیں،........... انکی روحیں ادھر نہیں ہیں،...................وہ مخلوقیں ہیں، اندر کی مخلوقیں ہیں، وہ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کہ) میری اک مخلوق ہے جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

بھئی فرشتوں کو بھی تم جانتے ہو۔جنوں کو بھی تم جانتے ہو۔سب کو جانتے ہو۔ یہ ایک مخلوق ہے جس کے اوپر اعتراض ہے لوگوں کو۔ وہ فرماتا ہے اس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ ایک نوری مخلوق ہے جو تمہارے اندر سے نکلی ہوئی ہے۔اور تم بھی اس کو نہیں جانتے ۔اور جب یہ نوری مخلوق نور کے ذریعے جوان ہوتی ہے، پھر جب یہ نوری ہاتھ اُٹھاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بڑی جلدی اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

اس وقت یہ ہے کہ ولی کی نسبت بغیر گزارہ نہیں ہے۔لیکن نسبت بھی کسی ولی ہو، تب۔اگر کوئی شخص نبی نہیں ہے تو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو کافر کہتے ہیں نا۔اس کو ماننے والے بھی کافر ہو گئے۔

اگر کوئی شخص ولی نہیں ہے، تو ولایت کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر وہ کیا ہو گا؟ کافر نہ ہوا۔لیکن کفر کے نزدیک پہنچ گیا۔

اور اس کو ماننے والے بھی کم بخت اور بے نصیب۔

یہ ولایت وراثت نہیں ہے۔اگر وراثت ہوتی تو نبوت وراثت ہوتی، وہ اعلیٰ مقام ہے۔جب نبوت وراثت نہیں ہے تو ولایت کیسے وراثت ہے؟

اب ہم نے یہاں بھی دیکھا۔جگہ جگہ دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ جن کو خواب آ گئی۔ سچی خواب ہے تو ولی بن گئے۔

تعویز دینا شروع ہو گئے۔ولی بن گئے۔

کسی کے سجادہ نشین ہو گئے۔گدی نشین ہو گئے۔اپنے آپ کو ولی سمجھ بیٹھے۔

یقین کرو کہ وہ لوگوں کی عمریں برباد کر رہے ہیں۔وہ لوگوں کے قاتل ہیں۔تمہارے اندر وہ مخلوقیں ہیں جن کو بیدار کیا جا سکتا ہے۔ وہ (اندر کی) مخلوقیں کی طرف جاتے ہی نہیں ہیں۔تو وہ مخلوقیں ختم ہو جاتی ہیں، وہ قاتل ہو گئے نا؟

ولی اس کو بولتے ہیں (کہ) اگر تمہاری وزیراعظم سے دوستی ہے تو یا اس سے بات کی ہو یا اس کو دیکھا ہوا ہو۔

نہ دیکھا ہوا ہے..............نہ بات چیت ہے، کہتے ہو ہماری اس سے دوستی ہے...........نہیں!

اگر ولایت کا تم کو (دعویٰ) ہے، یا اللہ کا دیدار ہو یا اس سے ہمکلام ہو۔

اگر ہمکلام بھی نہیں ہوا اور دیدار بھی نہیں ہوا اُس کا، تو تمہاری ولایت تمہارے کو جہنم میں لے کے جائے گی۔

اور جو ساتھ تمہارے مال ہے، جو بیعت کیا ہوا ہے، وہ بھی تمہارے ساتھ ہی جائے گا۔

اب ولایت کی نشانی کیا ہے؟ چور کو چور پہچانتا ہے۔ ولی ولی کو پہچانتا ہے۔ پہلے زمانے میں اگر کوئی کہتا کہ میں ولی ہو گیا۔

آٹھ دس میں سے چار پانچ روشن ضمیر ہوتے۔ کہتے...... تم غلط کہہ رہے ہو۔ غلط کہتا ہے۔

اب مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لوگ اتنے بے ضمیر ہو گئے کہ کہا شاید ہو گیا ہو گا۔

سب سے پہلے، ولی کا دامن پکڑنے سے پہلے، بس ایک نسخہ ہے تمہارے لیے۔ سب سے پہلے تم اپنے دل کی دھڑکنوں کو اللہ اللہ میں لگا لو۔ یہ (دھڑکنیں) اللہ اللہ میں لگ جائیں (تو) پھر کوشش کرنا کہ کام کاج کرتا رہوں، اللہ اللہ ہوتی ہے، تسلی ہو جائے گی۔ پھر کسی ولی کے دربار پر چلے جانا۔ جب دربار پر جاؤ گے تو رقت ہو جائے گی۔ سمجھ جاؤ گے یہ کوئی ولی ہے۔

پھر دوسرے دربار پر چلے جانا، وہاں بھی رقت ہو گی۔ ذکر تیز ہو جائے گا۔ سمجھ جانا، یہاں بھی ولی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ولی کی پہچان، جس محفل میں اللہ اللہ شروع ہو جائے۔

بھئی تمہارے اندر اللہ اللہ تھی، وہاں گئے اور تیز ہو گئی۔ بھئی تم پہچان گئے۔

(اگر) اللہ ہی اندر نہیں ہے تو تم اندھے ہو...............پھر کیسے پہچانو گے؟

پھر تم اپنے پیر و مرشد کے پاس چلے جانا۔ اگر وہاں بھی اللہ اللہ ہوتی ہے تو پھر تمہارا یقین کامل ہو گیا کہ ولی ہی ہے۔

جیسا بھی ہے، تمہاری نسبت ہے۔ وہ تمہارا ذمہ دار ہے۔

اگر پھر، وہاں دو تین دفعہ جانا، تین دفعہ شرط ہے، تین دفعہ جا کے ایک دفعہ بھی (اللہ اللہ) نہیں ہوئی تو پھر سلطان باہوؒ فرماتے ہیں (کہ) اس کو طلاق دے دو۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ اس کو بوری میں بند کر کے دریا میں بہا دینا۔

پھر جب بھی تمہیں ملے گا، تو ولی مرشد (ہی) ملے گا۔ یہ اس کی پہچان ہے۔

اس کے لیے نہ ہم تمہیں بیعت کریں گے، نہ کوئی نذرانہ لیں گے۔ یہ ایک راز ملا تھا۔ وہ تمہیں بتا دیں گے۔ جب یہ تمہارے اندر راز آ گیا، اب سونے کو سنار ہی کسوٹی سے پرکھ سکتا ہے۔ دوسرا نہیں پرکھ سکتا۔ اُس وقت تم خود جوہری بن جاؤ گے۔ جب جوہری بن جاؤ گے پھر جہاں بھی تم کو بہتر ملے، بیعت ہو جانا۔

اِس وقت ہر آدمی کو یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے پہ بڑا مہربان ہے۔ کیا حال ہے؟ بڑا کرم ہے۔ کیوں.......؟ اتنا بڑا افسر ہوں۔ (یہ) کرم نہیں تو اور کیا ہے؟ دوسرے سے پوچھتے ہیں کیا حال ہے؟..... بڑا ہی کرم ہے۔ کیوں.......؟ کار

بنگلہ ہے۔کرم نہیں تو کیا ہے؟ تیسرے سے پوچھتے ہیں کیا حال ہے؟......... بڑا ہی کرم ہے۔کیوں؟ اتنا بڑھا ہوں (لیکن) اتنی صحت ہے۔کرم نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی کو کرم سمجھتے ہو نا؟

ہم کہتے ہیں (کہ) اگر تم اس کو کرم سمجھتے ہو تو یہ چیزیں تو کافروں کے پاس بھی ہیں۔تم سے پھر زیادہ ان کے پاس ہیں۔ جو کافروں کو دیں وہ تم کو دیں۔تمہارے پہ کیا کرم ہوا؟ بھئی کیا کرم ہوا؟ اگر تم نے اس کا کرم دیکھنا ہے کہ واقعی تمہارے پر اسکا کرم ہے تو اس کے ذکر میں لگ جاؤ۔دو، چار، پانچ، سات دن میں اندر سے اللہ اللہ شروع ہوگئی تو اس کا کرم ہو گیا۔**فاذ کرونی اذ کرو کم** تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ذکر اُسی کا کیا جاتا ہے جس سے دوستی ہو جائے۔اگر کوشش کے باوجود اللہ نہیں جمتا۔الٹا اس سے وحشت ہوتی ہے۔الٹا اس کے خلاف فتوے دیتے ہو۔تو تمہارے پہ رب کا کوئی کرم نہیں ہے۔کرم ہوتا تو تم کا اپنے نام لیواؤں میں لیتا۔اگر اس کا کرم ہوتا تو تم کو اپنے نام لیواؤں میں لیتا نا۔پھر تم کو یہ افسری دیتا۔پھر ہم سمجھتے کرم ہی کرم ہے۔

اب اِسکی ایک اجازت اوپر سے ہے۔ایک اجازت نیچے سے ہے۔انہوں نے تو اجازت اوپر دے دی۔شیطان تو نیچے ہے۔یہاں بھی انہوں نے اپنے محافظ چھوڑے ہوئے ہیں۔اب تم یہاں ساری رات عبادت کرتے رہو۔شیطان کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔وہ کہتا ہے تھکتا رہ۔تیرا دل تو میرے ہاتھ میں ہے جب جی چاہے گا، موڑ دوں گا اور تمہیں ایک دن شکایت ہوئی (کہ) میں ایک دن بڑا تہجد گزار تھا۔مجھے کیا ہو گیا، میں فرض نماز بھی نہیں پڑھ سکتا؟ شیطان نے دل موڑ دیا نا۔جب کوئی شخص اسم اللہ کو دل میں بسانے کی کوشش کرتا ہے، شیطان سوچتا ہے (کہ) اگر یہ اللہ اسکے اندر چلا گیا (تو) اس کا دل منور ہو جائے گا۔یہ تو ساری عمر کے لیے میرے ہاتھوں سے گیا۔بایزید بسطامی جنگل میں چلے گئے۔جب باقی عبادت کرتے تو شیطان کونے پر کھڑا دیکھتا رہتا۔لیکن جب وہ اللہ ھو کی ضربیں لگاتے تو قریب آ کر ان کو ستاتا۔صاحب بصیرت تھے۔ایک دن ڈنڈا لے کر اس کے پیچھے بھاگے۔آج اس کو ماروں گا۔آواز آئی اے بایزید! یہ ڈنڈوں سے نہیں مرتا۔یہ اللہ کے نور سے جلتا ہے۔تو اتنا ذکر، اتنا ذکر کر کہ نور علی نور ہو جائے۔اور جب بایزید بسطامی نور علی نور ہو گئے تو شہر میں بسطام میں جادوگر ہی چلے گئے۔اب ہمارا عمل یہاں اثر نہیں کرتا۔اور اللہ اللہ کرنے میں اور بھی کئی فائدے ہو جاتے ہیں۔

بعض کے دلوں میں اللہ درج ہو جاتا ہے۔قرآن مجید فرماتا ہے "کچھ لوگ جن کے دلوں پر ایمان لکھ دیا"۔وہ لفظ اللہ ایمان ہی ہے۔کچھ لوگ اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں (اور) ان پر حضور پاک ﷺ کا روضہ مبارک درج ہو جاتا ہے۔پھر وہ کہیں بھی ہے مدینے میں ہے۔اور کچھ لوگ اللہ اللہ کرتے ہیں۔ان کے دلوں پر خانہ کعبہ بس جاتا ہے۔ایک دفعہ مجدد الف ثانیؒ نے دیکھا کہ باطنی مخلوق جن فرشتے ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔بڑے گھبرائے (کہ) استدراج تو نہیں ہو گیا۔سجدہ تو انسان کو جائز ہی نہیں ہے۔یہ مجھے کیوں سجدہ کر رہے ہیں۔آواز آئی، گھبراؤ نہیں! یہ تمہیں سجدہ نہیں کر رہے۔وہ جو تمہارے اندر خانہ کعبہ بس گیا ہے، اس کو سجدہ کر رہے ہیں۔جب رابعہ بصریؒ کے دل میں خانہ کعبہ بسا۔نوری الفاظ سے بسا (تو) اِس کعبے کو حکم ہوا کہ جا!

تیری بنیاد ابراہیم نے گارے مٹی سے رکھی۔ اس (رابعہ بصری کے دل پر کعبہ) کی بنیاد میں نے نور سے رکھی ہے۔ جا! اس کا طواف کر۔ اور وہ خانہ کعبہ اِس کا طواف کرنا شروع ہو گیا۔ اور اسی بات کے اوپر شاہ منصور کو پھانسی ہوئی۔ وہ کہتے تھے (کہ) تو اس کعبے میں کیوں جاتا ہے۔ وہ تیرے اندر ہے۔ اس کو کعبہ بنا۔ بہتر ہے کہ وہ کعبہ اس کا طواف کرے۔

اور شیطان کو پتا ہے کہ ذکر اللہ سے آدمی ان مراتب تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ ان کو روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر اس کے پاس شیطانی جنات ہیں بمعہ اسلحہ۔ وہ ان کو حکم دیتا ہے جاؤ! اس کو تباہ کرو.... برباد کرو، کچھ بھی کرو (لیکن) یہ لفظ اللہ اسکے اندر نہ جائے۔ اس کو ظاہری عبادت میں لگا دو۔ نوافل میں لگا دو۔ روزوں میں لگا دو۔ لیکن دل کی طرف نہ لے کے جانا۔ اب تمہارے پاس ایک جن بھی نہیں ہے۔ جوان سے مقابلہ کرو۔ وہ آئیں گے، تمہیں ستائیں گے۔ بعض نہیں آئے تو بیمار کریں گے۔ باز نہیں آئے تو پاگل بھی کر کے جا سکتے ہیں۔ لوگ ڈرتے ہیں کہ اللہ ھو سے پاگل ہو جاتا ہے۔ لیکن جہاں سے اس کو اجازت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی ایک رحمانی فوج دیتا ہے۔ وہ شیطانی فوج تم پر ٹوٹ پڑی اور وہ رحمانی فوج شیطانوں پر ٹوٹ پڑی۔ اور رحمانی فوج اس وقت تک تمہارا ساتھ دے گی جب تک تمہارے اندر رحمٰن جاگ نہیں اُٹھتا۔ پھر بندہ نہیں رہا بندہ نواز بن گیا۔ پھر وہ غریب نہیں رہے غریب نواز بن گئے۔

اب اگر بات صرف سنا دی جائے تو تمہارا بھی وقت برباد (اور) ہمارا وقت بھی برباد گیا۔ جب تک اس کے اوپر عمل نہ ہوا۔ بھئی سنا کے چلے جاتے ہیں۔ دو چار دن یاد رہتی ہے۔ اُس کان سے سنی اِس کان سے نکل گئی۔ لیکن جب تک عمل نہ ہو، تمہارا وقت بھی برباد ہمارا وقت بھی برباد۔ اب اس کا طریقہ بھی بتا دیں۔ ہوسکتا ہے کوئی اہل دل ہو۔ روزانہ کالی پنسل سے سفید کاغذ کے اوپر 66 مرتبہ اللہ لکھیں۔ بڑا خوشخط لکھیں۔ بڑے پیار سے لکھیں۔ ہوسکتا ہے اس وقت وہ دیکھ رہا ہو۔ فجر کی نماز کے بعد بہت اچھا وقت ہے۔ ورنہ جب بھی آپ کو وقت میسر آ جائے۔ اگر فارغ ہیں تو دن میں کئی بار 66 مرتبہ لکھیں۔ جب بھی لکھیں 66 مرتبہ لکھ کے قلم اُٹھا لیں۔ تھوڑے دن آپ دیکھیں گے۔ ایک دن آئے گا جو آپ کاغذ پر لکھتے تھے آپکی آنکھوں میں تیرنا شروع ہو جائے گا۔ کسی بھی چیز کو آپ پیار سے دیکھیں اس کا نقشہ آنکھوں میں آ ہی جاتا ہے۔ جب آنکھوں میں آتا ہے تو خواب میں بھی وہی نقشہ چلا جاتا ہے۔ ایک دن آئے گا جو کاغذ پر لکھتے تھے، آنکھوں میں تیرنا شروع ہو جائے گا۔ جب تیرنا شروع ہو جائے (تو) پھر لکھنا بند کر دیں۔ آنکھوں میں کشش ہے۔ کاغذ سے آنکھوں نے کھینچ لیا۔ دل میں آنکھوں سے بھی زیادہ کشش ہے۔ اب آنکھوں سے پھر دل میں اتارنے کی کوشش کریں۔ توجہ سے پھر اگر رب نے چاہا جو آپ کاغذ پر لکھتے وہ دل پر لکھا نظر آئے گا۔ اُس وقت دل کی دھڑکن تیز ہو جائے گی۔ ٹک ٹک ٹک۔ پھر اس ٹک ٹک کے ساتھ اللہ ھو ملائیں۔ بعض دل اللہ اللہ قبول کرتے ہیں۔ بعض دل اللہ ھو قبول کرتے ہیں، کچھ بھی قبول کر لے۔ رات کو سونے لگیں (تو) انگلی کو قلم خیال کر کے دل کے اوپر اللہ لکھتے لکھتے سو جائیں۔ اسی میں نیند آ جائے۔ ایک تو بڑی پیاری نیند آئے گی۔ آدمی کی فطرت ہے (کہ) رات کو سوتا ہے کچھ سوچتا ہے تب اس کو نیند آتی ہے۔ لیکن جو سوچتا ہے صبح وہ کام تو نہیں ہوتا ہے۔ تو وہ صرف نیند کے لیے سوچ رہا تھا۔ اگر وہ اللہ اللہ

کرتا ہی سو جائے تو، اسی کی مستی میں سو جائے تو! اس دنیا میں روزانہ (70,000) ستر ہزار فرشتہ آتا ہے۔ سب سے پہلے حضور پاک کے روضے کی حاضری دیتا ہے۔ اتنے فرشتے ہیں جو ایک دفعہ آئیں گے دوبارہ ان کو موقع نہیں ملے گا۔ سب سے پہلے حضور پاک ﷺ کے روضے کی حاضری دیتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو ڈھونڈتا ہے جن کا تعلق حضور پاک ﷺ سے ہے۔ پھر وہ کیا ہے، کراماً کاتبین سے پوچھتا ہے۔ اس کا آخری عمل کیا تھا۔ جب یہ سونے لگا تھا... یہ عشاء کی نماز پڑھ کے سویا تھا۔ دعا دیتے ہیں اللہ تعالی اس کو اور خوش رکھے۔ اور یہ درود شریف پڑھ کر سویا تھا۔ اللہ تعالی اس کو بھی خوش رکھے۔ یہ اک مسکین کو کھانا کھلا کر سویا تھا۔ اللہ تعالی اس کو بھی خوش رکھے۔ اور یہ اللہ ھو پڑھتے پڑھتے اسی کی مستی میں سو گیا تھا۔ پھر وہ کہتے ہیں خاموش رہو! آہستہ بات کرو، شاید اسکی یاد میں ہی آنکھ لگ گئی ہو۔ کیونکہ سوتے وقت جو نیت ہوتی ہے خواب میں بھی وہی کچھ ہوتا ہے۔ وہ اللہ ھو پڑھتے پڑھتے سو گئے اور خواب میں بھی اللہ ھو پڑھتے رہے۔ صبح اُٹھو...... آفس جا رہے ہو...... کاروبار کرو.......... ذکر خفی کرتے رہو۔ ذکر خفی اور ہے ذکر قلبی اور ہے۔ جب تک دل کی دھڑکنوں سے نہیں ملتا، اُس وقت تک ذکر خفی کہتے ہیں۔ جب دل کی دھڑکنوں سے شروع ہو جاتا ہے اس وقت ذکر قلبی کہتے ہیں۔ وضو ہو یا نہ ہو، آپ دل کو پانی سے وضو کیسے دیں گے؟ سارا دن پانی میں پڑے رہیں۔ پانی تو دل میں جائے گا نہیں۔ تو دل کو وضو پانی سے ہوا؟ جب یہ اللہ کو نور اس دل میں جمع ہو جائے گا پھر وہ اس دل کو دھوئے گا۔ اس کو بولتے ہیں وضو کرلے شوق شراباں دا۔ اور وہ وضو گھڑی گھڑی نہیں کرتے ہیں، زندگی میں ایک بار ہی کافی ہے۔

بعض لوگ جلالی ہوتے ہیں۔ بعض جمالی ہوتے ہیں۔ اگر ذکر کے دوران تھوڑا غصہ آئے، درود شریف پڑھیں۔ وہ اس کو ٹھنڈا کر دے گا۔ پھر ذکر کریں اگر غصہ آتا ہے پھر درود شریف پڑھیں۔ وہ اس کو ٹھنڈا کر دے گا۔ کیونکہ قانون قدرت ہے (کہ) گرمی کے بغیر کوئی چیز نہیں پکتی۔ یہ فصل ہے، یہ بھی گرمی کے بغیر نہیں پکتی۔ لیکن جب زیادہ گرمی ہوتی ہے، جلنے لگتی ہے۔ اللہ تعالی بارش برساتا ہے۔ گھر میں ہانڈی، وہ بھی گرمی کے بغیر نہیں پکتی۔ لیکن جب جلنے لگتی ہے تو پانی کا چھینٹا مارتے ہیں۔ اور یہ سینہ بھی اللہ ھو کی گرمی کے بغیر نہیں پکتا۔ جب برداشت نہیں ہوتا تو درود شریف پڑھتے ہیں۔ وہ اس کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں ہم پر جب مصیبت آتی (تو) ہم درود شریف پڑھتے۔ بھئی! اس سے پہلے کیا کرتے؟ ان کے دل ہر وقت اللہ اللہ کرتے۔ جب انکے دل اللہ اللہ کرتے (تو) خیال آتے (کہ) دنیا چھوڑو (اور) جنگل میں جائیں۔ وہ درود شریف پڑھ لیتے۔ غصہ آتا......... درود شریف پڑھتے۔ ذکر بند ہوتا....... درود شریف پڑھ لیتے تو نارمل ہو جاتے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ کتابوں میں بزرگوں نے پڑھا ہوگا کہ پہلے لوگ کسی بزرگ کے پاس جاتے تو وہ ان کو بولتا (کہ) دیوار بناؤ۔ شام کو کہتا (کہ) گرادو۔ دوسرے دن کہتا دیوار بناؤ۔ پھر شام کو کہتا گرادو۔ ضرور سنا پڑھا ہوگا۔ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ کہ اس میں اس بزرگ کا کیا فائدہ ہے یا اس بنانے والے کا کیا فائدہ ہے۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جب روز اس سے وہ دیوار بناتا اور گراتا اور روز اس کے دل کے اوپر ہاتھ بھی رکھتا۔ جب دیکھتا کہ اس ورزش سے اس کا دل دھڑکنا شروع ہو گیا ہے تو

پھر کہتا (کہ) اب دیوار کو چھوڑ...... اس دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ ملا۔

امیر کلالؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے پاس بیس پچیس آدمی جاتے۔ کہتے چلو کبڈی کھیلیں۔ وہ کہتے ہم تو فیض کے لیے آئے۔ فرماتے ہمارا فیض کبڈی میں ہے۔ جس کو کھیلنا ہے کھیلے، جس کو جانا ہے جائے۔ وہ ایک دن کبڈی کھیل رہے تھے (اور) بہاؤالدین نقشبند بہت بڑے عالم تھے، وہ بھی ان کے پاس فیض کے لیے پہنچ گئے۔ لوگوں سے پوچھا کہ کہاں امیر کلالؒ۔ انہوں نے کہا وہ کبڈی کھیل رہے ہیں۔ انہوں نے کہ ولی تو کبڈی نہیں کھیلتا۔ خواہ مخواہ اتنا سفر کر کے اِدھر آ گیا۔ واپس جانے لگے۔ زمین نے ان کو روک لیا۔ بعد میں وہی بہاؤالدین نقشبند ان کے ساتھ کبڈی کھیل کے اتنے بڑے ولی بنے۔ بھئی! کبڈی میں کیا راز تھا؟ کوئی عبادت تو نہیں تھی۔ وہ ان کو خوب دوڑاتے، خوب دوڑاتے، ہانپتے، کانپتے۔ جب دل کی دھڑکنیں ابھرتیں۔ کہتے اب کبڈی کو چھوڑو۔ اب ان کے ساتھ اللہ اللہ ملاؤ۔

سہون شریف میں آپ جائیں تو وہاں اک دھمال ہے۔ ہمارے علماء کہتے ہیں (کہ) یہ حرام ہے۔ اگر یہ حرام ہے تو پھر دربار والوں کو بھی کہیں نا (کہ) یہ غلط ہیں۔ دربار والے کو کہتے ہیں صحیح ہے۔ اور ان کے طریقے کو کہتے ہیں حرام ہے۔ اب لوگ دمادم مست قلندر کہتے ہیں اور دھمال کرتے ہیں، ناچتے ہیں۔ دھمال کرتے کرتے گر جاتے ہیں۔ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ تو ہم نے کئیوں کی زبانوں سے دمادم مست قلندر سنا ہے بے ہوشی کی حالت میں۔ اور کئیوں کے دلوں سے دمادم مست قلندر سنا۔ اگر آج اس دھمال سے دمادم مست قلندر دلوں سے ہوتی ہے۔ تو اُس وقت قلندر پاک اللہ ھو کراتے تھے۔ اس وقت ان کے دلوں سے اللہ ھو سے ہوتی تھی۔ یہ ایک طریقے تھے دل کی دھڑکنوں کو اُبھارنے کے لیے۔ اہل دل والوں کے لیے۔ لیکن اس وقت یہ طریقے ذرا معیوب سمجھے جاتے ہیں۔ کبڈی کھیلنا بھی، دھمال کرنا بھی، دیواریں بنانا بھی۔ ایک اور بہترین طریقہ ہے ۔ جہاں یہ اللہ ھو کی ضربیں لگاتے ہیں ۔ اللہ ھو، اللہ ھو..... گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ آپ جب یہ ضربیں لگائیں گے تو وہی پوزیشن پیدا ہو جائے گی، وہ جو دھمال سے ہوتی ہے۔ وہی آپ کے دل کی دھڑکنیں ابھر آئیں گی۔ جب دل کی دھڑکنیں ابھریں تو ان کے ساتھ اللہ ھو ملائیں۔ بار بار کریں گے، اللہ نے چاہا، جس کو چاہا، اس کی دھڑکنیں اللہ اللہ میں تبدیل ہو جائیں گی۔

اس کے لیے اجازت ہوتی ہے۔ جو لوگ اجازت لینا چاہیں نہ بیعت ہے، نہ نذرانہ ہے۔ قسمت آزمائیں۔ اگر تو اللہ اللہ شروع ہو گیا تو دعا دے دینا۔ اگر اللہ اللہ نہ ہوا تو تمہارا کیا بگڑا۔ تم اپنے گھر بیٹھے رہنا ہم اپنے گھر۔ جو دو چار دن پریکٹس کری اس کا ثواب تو مل جائے گا۔

انجمن سرفروشانِ اسلام، انٹرنیشنل